



سوال

کیا حضرت عمر حضرت علی کے داماد تھے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا حضرت عمر حضرت علی کے داماد تھے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

شیعہ سنی تنازعہ مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ کیا سیدنا عمر فاروق کو سیدنا علی کی داماد کا شرف و اعزاز حاصل ہے؟ علمائے اہل سنت کے نزدیک حضرت عمر کو یہ شرف یقیناً حاصل ہے جب کہ آج کے شیعہ علماء اس شرف و قرابت کے قائل نہیں، حالانکہ اکابر شیعہ علمائے کرام حضرت عمر کے اس شرف و قرابت کو بہر نوع تسلیم کر چکے ہیں۔ پیش نظر مقالہ میں اسی مختلف فیہ مسئلہ کا حل فریقین کی صحیح اور معتبر کتب کے حوالہ جات کے ساتھ قارئین کرام کی خدمت میں محض اس لیے پیش کر رہا ہوں تاکہ حضرت عمر کے اس شرف و قرابت کو تسلیم نہ کرنے والے حضرات اپنے رویہ پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور و فرما سکیں اور جدل و مخاصمت کی چلتی ہوئی ہوا میں قدرے ٹھہراؤ پیدا ہو سکے۔

فَمَا ذَكَرَ عَلَى اللَّهِ بَعْزِينَ ۲۰ ... سورة ابراهيم

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۸۸ ... سورة هود

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ ۸۸ ... سورة هود

حضرت ام کلثوم (زینب صغریٰ) بنت علی جو کہ سیدہ فاطمہ الزہراء بنت رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں بلاشبہ حضرت عمر فاروق کی زوجہ محترمہ تھیں اور یہ ایسی حقیقت واقعہ ہے کہ سنی محدثین کرام کے علاوہ خود شیعہ محدثین اور مؤرخین کو بھی اس حقیقت کا اقرار اور اعتراف ہے۔

سنی کتب اور نکاح ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ”ثعلبہ بن ابی مالک کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے مدینہ کی عورتوں میں چادریں تقسیم کیں۔ ایک عمدہ چادر بچ رہی۔ ان کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک نے کہا کہ حضرت! آپ یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نواسی حضرت علی کی صاحبزادی ام کلثوم کو عنایت فرما دیجیے جو آپ کی بیوی ہیں۔ الفاظ یہ ہیں: یا امیر المؤمنین اعط ہذا بیت رسول اللہ ﷺ الی عندک۔ امیر المؤمنین حضرت عمر نے فرمایا: میری بیوی ام کلثوم کے مقابلہ میں بی بی ام سلیط اس چادر کی زیادہ مستحق ہیں۔ وہ انصاری عورت تھیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی۔ امیر المؤمنین کہنے لگے: یہ بی بی ام سلیط جنگ احد میں پانی کی مشکلیں اپنی کمر پر لا دلا د

کر ہمارے لیے لاتی تھیں۔ (بخاری : باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزوغ 1 ص 3)

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں اس حقیقت کو یوں بیان فرماتے ہیں :

کان عمر قد تزوج ام کلثوم بنت علی واما فاطمہ ولما قالوا لبا بنت رسول اللہ وکانت قد ولدت لہ فی حیاتہ وھی اصغر بنات فاطمہ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزوغ 59)

کہ حضرت ام کلثوم امیر المؤمنین جناب عمر فاروق کی بیوی تھیں، ان کی والدہ محترمہ کا نام فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ہے، اسی لیے لوگوں نے ان کو بنت رسول اللہ ﷺ کہا، بی بی کلثوم رسول اللہ ﷺ کی حیات ہی میں پیدا ہوئی تھیں اور یہ حضرت فاطمہ الزہراء کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔

نواب وحید الزمان اس حدیث کی شرح میں رقم طراز ہیں : حضرت عمر نے یہ چار حضرت ام کلثوم کو اس خیال سے نہ دی کہ ان کی بیوی تھیں اور غیر عورت کو جس کا حق زیادہ تھا مقدم رکھا۔ سبحان اللہ۔ (تیسیر الباری ج 3 ص 108)

علامہ کرمانی صحیح بخاری کی اس حدیث شرح میں لکھتے ہیں کہ ام کلثوم فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں جو رسول اللہ کی حیات میں پیدا ہوئی تھیں۔ امیر المؤمنین حضرت عمر نے حضرت علی سے اس محترمہ کا رشتہ طلب کیا تو حضرت علی نے فرمایا : اگر آپ کو میری بیٹی پسند ہے تو میں نے اس کا نکاح آپ سے کر دیا۔ (کرمانی شرح البخاری حاشیہ صحیح البخاری ص 403)

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری کی اس صحیح حدیث کے بعد ہم کسی اور سنی کتاب کی تصریح اور حوالہ کی مزید ضرورت محسوس نہیں کرتے اور پھر مزید برآں شیخ الاسلام امام ابن حجر العسقلانی اور علامہ کرمانی کی صراحت کے بعد کسی قسم کی کوئی تشکیکی باقی نہیں رہ جاتی۔ تاہم اتمام حجت کے لیے اکابر شیعہ علماء کی کتب معتبرہ سے ایسے گیارہ دلائل پیش کیے دیتے ہیں جن میں حضرت عمر فاروق کو حضرت علی کا داماد تسلیم کیا گیا ہے۔ لیجیے پڑھیے !

شیعہ محدثین اور مؤرخین کی کتب معتبرہ اور صحاح اربعہ

دلیل اول (از فروع کافی) :

اس کتاب کے مولف اور شیعہ کے ثقہ الاسلام ابو جعفر بن یعقوب بن اسحاق کلینی الرازی المتوفی 328 تا 329ھ اپنی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو امام غائب ممدی المنتظر پر پیش کیا تو انہوں نے فرمایا : ہذا کاف لشیعتنا یعنی اس پر مہر تصدیق ثبت فرمائی اور کہا کہ یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہے دوسری کتاب کی حاجت نہیں۔

ملا خلیل شارح کافی اپنی کتاب الصافی شرح اصول کافی میں لکھتے ہیں : ”ہمارے علماء کی ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ آثار صحیح اس پر دلالت کرتے ہیں کہ جو حدیث بھی کافی (اصول و خروج) میں مروی ہے بالکل صحیح ہے۔“ (الصافی : ص 36) ان دونوں وضاحتوں سے ثابت ہوا کہ شیعہ دنیا میں کافی (اصول و فروع) کو صحیح اور مستند کتاب اور اس کی احادیث کا انکار گویا امام کو جھٹلاتے کے مترادف ہے، اور سنیوں کی صحیح البخاری کے پانے کی کتاب سمجھی جاتی ہے، اس لیے ہم نے اس کتاب کے حوالہ جات کو مقدم رکھا ہے۔ اب حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے !

1- عن ابی عبد اللہ الندی تزوج ام کلثوم فقال ان دلتک فرج غضبناہ۔ (فروع کافی باب تزوج ام کلثوم کتاب النکاح ج 5 ص 346)

امام جعفر صادق سے جب بی بی ام کلثوم زینت صفری بنت علی کے نکاح کے متعلق پوچھا گیا (کہ اس کا نکاح حضرت عمر سے کیسے ہو گیا؟ تو فرمانے لگے کہ یہ ایک رشتہ ہم سے

پہچین لیا گیا تھا۔

دلیل ثانی :-

جناب جعفر صادق کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر فاروق نے امیر المؤمنین علی سے ام کلثوم بنت علی کا رشتہ طلب فرمایا تو آپ نے جواب میں فرمایا: وہ ابھی جوان نہیں ہوئی تو اس جواب کے بعد حضرت عمر نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے ملاقات کی اور دریافت کیا کہ کیا میں بیمار ہوں؟ تو حضرت عباس نے بوجھا: کیوں کیا بات ہے؟ تو حضرت عمر نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے آپ کو بھتیجے (علی) سے ان کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا ہے، انہوں نے انکار کر دیا ہے۔ یاد رکھیے! اگر اس نے میری فرمائش پوری نہ کی تو میں تم سے آب زمزم کی انتظامی سربراہی واپس لے لوں گا اور تمہاری ایک ایک بزرگی ختم کر دوں گا اور علی پر چوری کے دو گواہ قائم کر کے چوری کی حد میں اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دوں گا تو حضرت عباس نے حضرت علی سے حضرت عمر کے جذبات کی اطلاع کرتے ہوئے کہا کہ آپ اپنی دختر ام کلثوم کا نکاح کا معاملہ میرے سپرد کر دو تو حضرت علی نے یہ معاملہ حضرت عباس کے سپرد کر دیا۔ (فروع کافی: 346/5 طبع دارالکتب الاسلامیہ طہران)

دلیل ثالث :-

عن عبد اللہ بن سنان، ومعاویہ بن عمار، عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: سألت عن المرآة المسمیة عنما زوجا أعتقنی فیہینا أو حیث شاءت؟ قال: علی حیث شاءت، إن علیا علیہ السلام لما توفی عمرانی ام کلثوم فأخذ بیها فاطمہ بنت علی

”عبد اللہ بن سنان اور معاویہ بن عمار سے روایت ہے کہ ہم نے امام جعفر صادق سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ عدت و وفات کہاں گزارے؟ اپنے شوہر کے گھر بیٹھے یا جہاں چاہے گزارے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ جہاں چاہے بیٹھے۔ کیونکہ جب داماد علی حضرت عمر شہید ہو گئے تو حضرت علی اپنی بیٹی ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے تھے۔

دلیل رابع :-

سلیمان بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جعفر بن صادق سے پوچھا کہ بیوہ عورت عدت و وفات کہاں پوری کرے؟ اپنے شوہر کے گھر عدت پوری کرے یا جہاں چاہے بیٹھ سکتی ہے؟ آپ نے میرے جواب میں کہا: جہاں چاہے اپنی عدت پوری کرے اور اپنی اس رائے کو مدلل کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضرت عمر فوت ہوئے تھے تو حضرت علی اپنی دختر ام کلثوم (زوجہ عمر) کے پاس تشریف لائے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے تھے۔ (فروع کافی: کتاب الطلاق 116/6)

تبصرہ: قارئین کرام! اس تعصب مذہبی کیسے گایا سبانی ہاتھ کی صفائی کہ جب نکاح ام کلثوم کا دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کی وجہ سے انکار نہ کر سکے تو حضرت علی جیسے غمخور اور جسور انسان کے بے بس اور مجبور محض ظاہر کر دیا، گویا حضرت علی جن کے بارے میں شیخہ حضرات لافنی الاعلیٰ والاسیف الاذوالفقار اور مولیٰ مشکل کشا کہتے نہیں تھکتے بصورت اکراہ و مجبوری اس نکاح کا معاملہ حضرت عباس کو سونپ کر اپنی جان چھڑاتی تھی۔ سبانی حضرات اس حقیقت و اضحیٰ کوئی بھی تاویل کریں مگر یہ حقیقت اپنی جگہ بہر حال اور بہر نوع قائم اور دائم ہے کہ حضرت عمر حضرت علی کے داماد اور بی بی ام کلثوم بنت علی کے شوہر نامد ارتھے۔ مزید پڑھئے۔ اللہ کی توفیق سے ہم دلائل اور براہین قاہرہ کی برکھا برسا لے جیتے ہیں۔ ع

حجت تمام کرتے ہیں آسمان سے ہم

دلیل خامس :-

شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن جعفر طوسی متوفی 460ھ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تہذیب الاحکام“ میں غیر مبہم الفاظ میں اعتراف کیا ہے کہ بی بی ام کلثوم بنت علی جو سیدہ فاطمہ الزہراء کے بطن سے تھیں حضرت عمر کی زوجہ محترمہ تھیں۔



”عن عبد اللہ بن سنان، و معاویہ بن عمار، عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: سألت عن المرأة المتوفی عنها زوجها أتیثها أو حیث شاءت؟ قال: علی حیث شاءت، إن علیا علیہ السلام لما توفی عمرائی أم کلثوم فأنطلق بها الی یتة“ (تہذیب الاحکام، کتاب النکاح)

عبد اللہ بن سنان اور معاویہ بن عمار سے روایت ہے کہ ہم نے امام جعفر صادق سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ عدت وفات کہاں گزارے؟ اپنے شوہر کے گھر بیٹھے یا جہاں چاہے گزارے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ جہاں چاہے بیٹھے۔ کیونکہ جب داماد علی حضرت عمر شہید ہو گئے تو حضرت علی اپنی بیٹی ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے تھے۔

دلیل سادس :-

”عن سلیمان بن خالد قال: سألت عن عبد اللہ عن امرأة توفی زوجها آمن تعتدی یتة زوجها أتیثها أو حیث شاءت؟ قال: علی حیث شاءت ثم قال: إن علیا علیہ السلام لما مات عمرائی أم کلثوم فأخذ یتة بافا لطلق بها الی یتة. (تہذیب الاحکام: حوالہ مذکورہ)

”سلیمان بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جعفر صادق سے پوچھا کہ یہ عورت عدت وفات کہاں پوری کرے؟ اپنے شوہر کے گھر عدت پوری کرے یا جہاں چاہے بیٹھ سکتی ہے؟ آپ نے میرے جواب میں کہا: جہاں چاہے اپنی عدت پوری کرے اور اپنی اس رائے کو مدلل کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضرت عمر فوت ہوئے تھے تو حضرت علی اپنی دختر ام کلثوم (زوجہ عمر) کے پاس تشریف لائے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے تھے۔“

ان دونوں روایات کا درجہ استناد:

فروع کافی کی روایات نمبر 3 و نمبر 4 کو ہم سے شیعہ کی صحاح اربعہ میں شامل کتاب ”تہذیب الاحکام“ سے دوبارہ اس لیے نقل کیا ہے تاکہ قارئین کو ان روایتوں کے پائے کا علم ہو جائے کہ شیعہ محدثین نے ان روایات کو صرف قبول ہی نہیں کیا بلکہ ان سے مسائل فقہیہ کا استخراج بھی کیا ہے تاکہ کسی شخص کو ان روایتوں کو کمزور یا ضعیف کہنے کی جرات ہی نہ ہو، کیونکہ محدث اس روایت سے ہی مسئلہ اخذ کرتا ہے جس کو وہ صحیح سمجھتا ہے، ضعیف اور کمزور روایت سے استدلال کی کوئی تمک ہی نہیں ہوتی۔ جب اصل اور مستدل ہی کمزور ہو تو فرع اور استدلال لامحالہ تار عنکبوت ہی ہوگا۔

دلیل سابع :-

حضرت جعفر اپنے والد حضرت باقر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب اور اس کا بیٹا زید بن عمر بن خطاب دونوں ماں بیٹا ایک ہی وقت فوت ہوئے تھے اور یہ علم نہ ہو سکا کہ ان دونوں سے میں سے کون پہلے فوت ہوا! اور ان دونوں میں سے کوئی دوسرے کا وارث نہ بن سکا اور ان دونوں کی نماز جنازہ بھی اٹھی پڑھی گئی۔ (تہذیب الاحکام 262/9-263)

دیکھئے! لکن صاف اور کھلے الفاظ میں اقرار کیا گیا ہے کہ حضرت کلثوم بنت علی نہ صرف عمر فاروق کی زوجہ محترمہ تھیں بلکہ ان کے بطن سے ایک بیٹا بھی تولد ہوا جس کا نام زید بن عمر تھا۔

دو روایتیں (یعنی نمبر 3 و نمبر 4) جناب ابو جعفر محمد بن حسن طوسی المتوفی 460ھ اپنی کتاب ”استبصار فیما اختلف من الاخبار“ میں بھی لائے ہیں، یہ کتاب شیعہ کی صحاح اربعہ میں شمار ہوتی ہے۔ مولف کے اس طرز عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں روایتیں ان کے نزدیک غایت درجہ کی صحیح ہیں، ورنہ وہ ان کو بار بار نقل نہ کرتے۔

دلیل ثامن :-



عن عبد اللہ بن سنان، و معاویہ بن عمار، عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: سألت عن المرأة المتوفی عننا زوجها تعتد فی بیئنا أو حیث شاءت؟ قال: بل حیث شاءت، إن علیا علیہ السلام لما توفی عمرائی ایام کھوشم فأنطق بما لیلی بیئہ۔ (کتاب الاستبصار: باب المتوفی عننا زوجها ان بیئہ عن مرنہا ام لا۔) (ج 3 ص 302)

عبد اللہ بن سنان اور معاویہ بن عمار کہتے ہیں کہ ہم نے امام جعفر صادق سے دریافت کیا کہ بیوہ عورت اپنی عدت کہاں پوری کرے؟ کیا ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر ہی کے گھر عدت پوری کرے؟ کہا: جہاں چاہے عدت پوری کر سکتی ہے کیونکہ عمر بن خطاب کی وفات پر حضرت علی اپنی بیٹی ام کلثوم کو حضرت عمر کے گھر سے اپنے گھر لے آئے تھے۔

دلیل تاسع :-

عن سلیمان بن خالد قال: سألت أبا عبد اللہ عن امرأة توفی زوجها آئین تعتد فی بیئہ زوجها أو حیث شاءت؟ قال: بل حیث شاءت ثم قال: إن علیا علیہ السلام لما مات عمرائی ام کھوشم فأخذ بیئہا فأنطق بما لیلی بیئہ۔ (کتاب الاستبصار: باب المتوفی عننا زوجها ان بیئہ عن مرنہا ام لا۔) (ج 3 ص 302)

سلیمان بن خالد کہتے ہیں کہ ہم نے امام جعفر صادق سے دریافت کیا کہ بیوہ عورت اپنی عدت کہاں پوری کرے؟ کیا ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر ہی کے گھر عدت پوری کرے؟ کہا: جہاں چاہے عدت پوری کر سکتی ہے کیونکہ عمر بن خطاب کی وفات پر حضرت علی اپنی بیٹی ام کلثوم کو حضرت عمر کے گھر سے اپنے گھر لے آئے تھے۔

دلیل عاشر :-

قاضی نور اللہ شومتری شہید ثالث جو کہ گیارہویں صدی کے مشہور شیعہ مجتہد ہیں اپنی مایہ ناز کتاب مجالس المؤمنین میں فروع کافی کی دوسری روایت کو فارسی زبان میں یوں لکھتے ہیں:

در کتاب استغاثہ وغیرہ آل مسطور است کہ چون عمر بن خطاب جنت ترویج خلافت فاسدہ خود داعیہ ترویج ام کلثوم دختر حضرت امیر نمود و آل حضرت جنت اقامت حج مکرر اظہار با دانتاع نمود آخر عمر عباس را خود طلبید و سوگند بورده گفت کہ اگر علی را بدامادی من راضی نیسادی آنچه در دفع او ممکن باشد خواہم کرد و منصب سقایتاج و زمزم را از تو خواہم گرفت عباس ملاحظہ نمود کہ اگر این نسبت واقع نشود آل قط و غلیظ مرتکب چنای امر ناصواب خواہد شد، امیر علیہ السلام التماس و الحاح نمود کہ نکاح آل مطہرہ مظلومہ را بوقت قبض نماید چون مبالغہ عباس در آل باب از حد گذشت آنحضرت از رونے اکراہ ساکت ستند، تا آنکہ عباس از خود ارتکاب ترویج اور نمود و جنت اطفاء نازہ فتنہ اور راہاں منافق ظاہر الاسلام عقد فرمود۔ (مجالس المؤمنین ج 1 ص 182، کشف الاسرار ص 39)

کتاب استغاثہ وغیرہ میں منقول ہے کہ جب عمر بن خطاب نے اپنی خلافت کو ترویج دینے کے لیے حضرت علی کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا تو آپ نے دوبارہ حجت قائم کرنے کے لیے اس سے انکار کر دیا۔ آخر کار حضرت عمر نے حضرت عباس کو اپنے پاس بلایا اور قسم کھا کر کہا کہ اگر آپ نے حضرت علی کو مجھے اپنا داماد بنانے پر تیار نہ کیا تو مجھ سے جو کچھ ہو سکا کروں گا اور سقایتاج اور زمزم کا منصب تجھ سے واپس لے لوں گا۔ جب حضرت عباس نے یہ معلوم کر لیا کہ یہ سخت آدمی اس ناروا معاملہ کو اسی طرح کرے گا جیسا کہ وہ کہہ کر رہا ہے تو حضرت عباس نے حضرت علی کو چمٹ کر التماس کی کہ اس مطہرہ مظلومہ کے نکاح کا معاملہ اس کے ہاتھ دے دیں۔ جب حضرت اس بارے میں حد سے گزر گئے تو حضرت علی نے بصورت اکراہ خاموش اختیار کر لی یہاں تک کہ حضرت عباس پھر اپنے آپ اس نکاح کے مرتکب ہوئے اور بھڑکنے والے فتنہ کی آگ کو بجھانے کی خاطر اس منافق ظاہر اسلام (عمر) کے ساتھ عقد کیا۔

قارئین کرام! اندازہ فرمائیے قاضی نور اللہ شیعہ مجتہد نے کتنے زہریلے الفاظ میں اس نکاح کا اقرار کیا ہے اور حضرت علی کی رضامندی کو کتنی چابکدستی سے غتر بود کرنے کی کوشش کی ہے اور فاروق اعظم پر کتنا ناپاک حملہ کیا ہے ایک طرف تو انہیں حضرت علی کی دامادگی کا شرف حاصل ہو رہا ہے اور دوسری طرف ان پر منافقت کا فتویٰ لگا کر فتنہ سبائیت کو ہوا دی جا رہی ہے اور تیسری طرف ام کلثوم کو مظلومہ اور مجبورہ ثابت کر کے حضرت عمر سے نفرت و لائی جا رہی ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دی جنوں کا خرد



جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اگر آپ تھوڑی سا بھی غور فرمائیں گے تو آپ پر یہ راز کھل جائے گا کہ حب اہل بیت کا لبادہ اوڑھ کر اہل بیت سے کس قدر دشمنی کی جا رہی ہے اور ان کی غیرت کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ (العیاذ باللہ) وہ ملتے کمزور تھے کہ وہ اپنی بیٹیوں کی عزت کی حفاظت نہ کر سکتے تھے۔ جبکہ شیعہ عقیدہ کے مطابق حضرت علیؑ مولیٰ مشکل کشا ہیں اور پچودہ سو سال کے بعد ان کی مدد کر سکتے ہیں اور اعلیٰ مدد ان کا ورد بن چکا ہے جس کا آغاز عبداللہ بن سبأ نے کیا تھا۔

خزاں کے ہاتھ سے گلشن میں خار تک نہ رہا

بہار کیسی نشان بہار تک نہ رہا

دلیل احد عشر:

لیجیہ! ہم آپ کی خدمت میں پیش کیے دینے ہیں ایسی روایت جو شیعہ کی معتبر تاریخ کتاب ناسخ التواتر میں درج ہے جو نہ صرف قاضی نور اللہ کی اس دوہری پالیسی کی تردید کر رہی ہے بلکہ اس رشتہ کے معاملہ میں حضرت علیؑ کی مکمل رضامندی کا بھی کھلا ثبوت ہے۔ وہ روایت حسب ذیل ہے:

”حضرت علیؑ نے حضرت عمرؓ سے اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح بڑی خوشی سے خود کیا، مہر وصول کیا اور بیٹی کو اپنے شوہر عمر فاروقؓ کی اتباع کی وصیت فرمائی۔“ (ناسخ التواتر ج 2 ص 296)

مزید برآں یہ کہ خود قاضی صاحب موصوف اپنی اس کتاب ”مجالس المؤمنین“ میں ایک دوسرے مقام پر حضرت علیؑ کی اس مجبوری کا خود بھی ذکر نہیں کرتے۔ فرماتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی عثمان کو دی اور علیؑ ولی نے اپنی بیٹی عمر کو دی۔ (مجالس المؤمنین ج 1 ص 204)

مناظر اسلام مولانا محمد صدیق بلوچ کا قول فیصل :-

فرماتے ہیں چوتھی صدی کا محدث اعظم محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی رازی اپنی مایہ ناز کتاب ”کافی“ میں دو مقام پر چار ہندسوں کے ساتھ اس واقعہ کو بیان کرے اور پانچویں صدی کا شیعہ محدث علامہ ابو جعفر محمد بن حسن بن علی طوسی جس کو شیعہ دنیا میں امام مسلم کا رتبہ حاصل ہے، اپنی دونوں تصنیفوں میں اس روایت کو متعدد طرق سے نقل کرے۔ اس بنا پر اس روایت کو درجہ تواتر کیوں حاصل نہ ہوگا؟ حالانکہ شیعہ اصول حدیث کی کتابوں میں اس سے کم درجہ کی اخبار کو درجہ تواتر میں شمار کیا گیا ہے۔ دیکھیے ”معالم الاصول“ میں مستقول ہے:

(ترجمہ) ”تواتر معنوی کا بیان۔ بہت سی جنگیں کے واقعات کثرت سے آتے ہیں اور مختلف ہوتے ہیں لیکن ہر ایک خبر ان سے التزامی اور تضمنی کے اعتبار سے ایک ہی منج ہوتی ہے اور ان سے ایک قدر مشترک کا علم حاصل ہو جاتا ہے اور ایسی خبر کا نام ”متواتر من جت المعنی“ رکھا جاتا ہے جیسا کہ حضرت علیؑ امیر المؤمنین کے جنگی واقعات ہیں کہ آپ نے فلاں شخص کو غزوہ بدر میں اس طرح قتل کیا اور فلاں کے ساتھ احد میں یہ سلوک کیا وغیرہ وغیرہ۔ پس یہ خبریں التزامی طور پر آپ کی شجاعت پر دلالت کرتی ہیں اگرچہ ان جزئیات سے کوئی شے بھی قطعی علم کے درجہ کو نہیں پہنچتی۔“ (معالم الاصول)

جب جنگی خبروں کو تواتر کا درجہ دیا جا رہا ہے تو اس حدیث کو کیوں نہ درجہ تواتر حاصل ہوگا؟ اور خبر متواتر سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے اور اس کا انکار ناممکن ہے، اسی لیے تو کتاب ”مراة العقول شرح فروع و اصول“ کے مصنف نے اس روایت کو منکرین پر تعجب کا اظہار کیا ہے، فرماتے ہیں:



تکلم الأخبار و ماسیانی باسناد ان علیا علیہ السلام لما توفی عمرانی ام کلثوم فاطمة بنت علی بن ابی طالب و غیرہ کتاب بحار الانوار ابن کار دک عجب

یہ تمام حدیثیں اور جو بعد میں باسناد ذکر کی جائیں گی کہ جب حضرت عمر فاروق فوت ہو گئے تو حضرت علی ام کلثوم کے پاس آئے اور ان کو اپنے گھر لے گئے اس کے سوا جن روایات کو میں نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں ذکر کیا ہے ان کا انکار کرنا عجیب بات ہے۔

حدیث متواتر سے انکار ناممکن ہے :-

تکثیر اسناد کے ساتھ روایت کے بیان ہونے کے بعد اس سے انکار مشکل نہیں ناممکن ہوتا ہے، کیونکہ متواتر کے سچے ہونے اور واقع ہونے کی کوئی شک ہوتا ہی نہیں جیسا کہ ”معالم الاصول“ میں متواتر کی تعریف میں لکھا ہے :

فالمستواتر جو خبر جماعۃ یضید بنفسہ العلم بصدرہ ولا ریب فی امکانہ و وقوعہ۔ (ص 169)

یعنی متواتر وہ روایت ہے جسے ایک جماعت بیان کرے اور وہ بذات خود فائدہ علم یقینی کا دیتی ہے بلحاظ اپنے سچے ہونے کے، اس کے وقوع اور امکان میں کسی قسم کے شک کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔

کتاب ”معالم الاصول“ شیعہ کے نزدیک اصول حدیث و فقہ کی یکتا کتاب ہے۔ ان مذکورہ حدیثوں کی روشنی میں جو تعداد اسناد کے اعتبار سے حد تواتر کو پہنچ چکی ہیں انکار کرنا گویا شیعہ مذہب سے انکار کے مترادف ہے۔

آپ متعجب ہوں گے کہ جب اتنی روایات صحیح موجود ہیں تو پھر شیعہ حضرات اس رشتہ کا انکار کیوں کرتے ہیں؟ اصل بات وہی ہے جو ہم ابتدا میں ذکر کر آئے ہیں کہ جب عمر فاروق کو داماد فاطمہ الزہراء کا شرف حاصل ہو جاتا ہے تو پھر تمام شیعہ اعتراضات جو خلیفہ ثانی عمر فاروق پر کئے جاتے ہیں ان کی حقیقت ہباء منشور کی سی رہے اور تمام شیعہ مذہب کا تارہ و پلور بکھر کر رہ جاتا ہے اس لیے وہ اتنی بین روایات کے ہوتے ہوئے بھی اپنے بوسیدہ اعتراضات اور ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے اور میں نہ مانوں کی رٹ لگاتے جاتے ہیں، حالانکہ حضرت عمر کو حضرت علی و فاطمہ کا داماد تسلیم کر لینے سے شیعہ سنی اختلاف کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے، حالانکہ حضرت عمر کو حضرت عمر کے مراسم رکھتے اور یوں آپس میں شیر و شکر تھے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو پکا مسلمان سمجھتے تھے۔ ورنہ حضرت علی ایک منافق، ظاہر الاسلام اور کافر سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کیوں کرتے؟ اگر وہ حضرت علی کے حقوق کے غاصب ہیں تو انہوں نے بائیں قوت و حشمت اپنے بدترین دشمن کو شرف دامادی کیوں عطا کیا؟ دراصل بات یہ ہے کہ حضرت عمر سبائی پروپیگنڈہ کا بد بنا یا گیا ہے، ورنہ ان کے مخلص مسلمان ہونے اور اسلام کی خدمات میں صحابہ کرام یا اہل بیت کو کسی قسم کا انکار یا شک و شبہ نہ تھا۔

ایک تاویل اور اس کا جواب :-

شیعہ حضرات حضرت عمر فاروق کی دشمنی میں اس رشتہ کا انکار کرتے ہوئے اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر نے حضرت علی سے ام کلثوم بنت علی کا رشتہ طلب کیا تھا تو حضرت علی نے ایک جن عورت کو اپنی بیٹی ام کلثوم کی صورت میں ڈھال کر عمر سے بیاہ دیا تھا۔

جواب : اہل علم و تحقیق شیعہ علماء خود ایسی بلوچ تاویل کو مسترد کرتے ہوئے اس حقیقی واقعہ کو کھلے دل اور شرح صدر کے ساتھ تسلیم کر چکے ہیں۔ جیسا کہ ”فروع کافی“ کے محشی علامہ علی اکبر غفاری دلیل اول کے حاشیہ میں اس رشتہ کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ام کلثوم بدہ ہی بنت امیر المؤمنین علیہ السلام قد خلبها الیہ عمر فی زمن خلافتہ۔ (حاشیہ فروع کافی : ج 5 ص 436)

”یہ بی بی ام کلثوم امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کی دختر ہیں اور حضرت عمر بن خطاب نے اپنی خلافت میں اس بی بی کا رشتہ حضرت علی سے طلب کیا تھا۔“

لیجئے جناب! اس بوج تاویل کا بھانڈا بیچ چوراہے کے پھوٹ گیا۔

ہو ادھی کا میرے حق میں فیصلہ لہجا

زیخانے کیا خود پاک دامن ماہ کنہاں کا

ایک اور تاویل اور اس کا جواب :-

ام کلثوم نامی عورت جس کا نکاح حضرت عمر سے ہوا وہ ابو بکر صدیق کی بیٹی تھی۔

جواب : اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کی دختر کا نام بھی ام کلثوم تھا، مگر اس کا یہ مطلب ہرگز صحیح نہیں کہ حضرت علی کی بیٹی کا نام ام کلثوم نہ تھا اور پھر ”تہذیب الاحکام“ کی وہ روایت جو پیش نظر مقالہ کی دلیل نمبر 7 میں

عن جعفر، عن ابيہ علیہما السلام قال : ماتت أم کلثوم بنت علی وابنا زید بن عمر بن الخطاب فی ساء واحدہ لایدری ابيہما بلک فقیل فلم یؤرث احدہما من الآخر و صلی علیہما جمیعاً کی کیا تاویل کرو گے؟ (ملاحظہ فرمائیے تہذیب الاحکام، کتاب المیراث)

خلاصہ کلام یہ کہ رسیدہ ام کلثوم بنت علی جو کہ سیدہ فاطمہؓ کے بطن سے تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی نواسی تھیں، بلاشبہ حضرت عمر فاروق سے بلا جبر و اکراہ بیابھی گئی تھیں اور ان کے بطن سے ایک لڑکا زید بن عمر بن خطاب پیدا ہوا تھا اور اس رشتہ کی روایت خود شیخہ علمائے اصول کے نزدیک متواتر ہے اور متواتر روایت کا انکار بڑی جسارت ہے اور مذہب شیخہ سے انکار کے مترادف ہے۔

حدا ما عنہی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج 1 ص 84

محدث فتویٰ